

خطبہ جمعہ

کسی پہلو سے ریس ازم کو اپنے قریب نہ آنے دیں۔ جرمنی میں اس کے خلاف عظیم الشان جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا جہاد جو اعلیٰ اخلاق کے ہتھیاروں سے آراستہ ہو

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۶ مئی ۱۹۹۴ء مطابق ۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ ہجری قمری / ۶ ہجرت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تھیں۔

ضمناً یہ بھی بتادوں کہ اس وقت جو مجلس شورئہ جرمنی میں ہو رہی ہے اس میں تمام Natio- nalities کے لوگ بطور نمائندہ شامل ہیں۔ جرمن، پاکستانی، بوزنیں، ترک، عرب، بنگالی اور متعدد افریقی ممالک کے نمائندگان باقاعدہ بحیثیت نمائندہ شامل ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے مشرقی یورپ کی بعض اور قوموں کو بھی شامل کیا ہے کہ نہیں مگر البانین بھی وہاں سینکڑوں کی تعداد میں اب خدا کے فضل سے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اس لئے بعید نہیں کہ البانین نمائندے بھی ان میں ہوں اور اگر نہیں تو اب ان کو شامل کر لینا چاہئے۔ اسی طرح رومانیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت جرمنی کو توفیق ملی ہے کہ مستقل بنیادوں پر وہاں جماعت کا قیام کر لے۔ رومانیہ احمدی بھی جرمنی میں موجود ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ مجلس شورئہ میں زیادہ سے زیادہ اقوام کی نمائندگی ہو اور یہ ان کی تربیت کے لئے ایک بہترین موقع ہے۔ پس پہلی فیصلت تو یہی ہے کہ مجلس شورئہ کا دائرہ قوموں کے لحاظ سے بڑھائیں اور وسیع تر کریں اور مجلس شورئہ میں ان کو اسلامی طرز مشاورت کا سلیقہ عطا کریں ان کو وہ اسلوب سکھائیں کہ اسلام کے نقطہ نگاہ سے مشورہ کے کہا جاتا ہے اور کن شرائط کے ساتھ مشورہ دینا چاہئے اور کن شرائط کے ساتھ ان آداب کی پابندی کرنی چاہئے جو اسلامی آداب ہیں اور مشورہ قبول کس طرح ہوتا ہے اس سلسلے میں بھی اسلام مجلس شورئہ کے موضوع پر پہلو سے روشنی ڈالتا ہے یعنی اس کا ہر انداز دوسری دنیا کی قوموں کے انداز سے مختلف ہے قبول کرنے کا انداز بھی مختلف ہے۔ پس اس پہلو سے ان قوموں کو مجلس شورئہ کی اہمیت اور اس کے اسلامی آداب سکھانے کا یہ ایک بہترین موقع ہے۔ مگر غالباً امیر صاحب کے پیش نظر کچھ روز مرہ کے تربیتی مسائل ہیں جو مختلف سمتوں سے اٹھتے ہیں اور امیر صاحب کو تنگ کرتے رہتے ہیں اس لئے میں ان امور کی روشنی میں جو مجھ تک خطوں کے ذریعے پہنچتے ہیں بعض نصیحتیں کرنی چاہتا ہوں اور مجلس شورئہ کے نمائندگان کو چاہئے کہ ان کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر کے اپنے قلب میں جگہ دے کر، وہاں بٹھا کر پھر واپس اپنی اپنی جگہوں کو لوٹیں اور وہاں جا کر ان امور میں تربیت کی کوشش کریں۔

پہلی بات تو قرآن کریم کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا قَوْمًا مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنكُمْ

کہ دیکھو کوئی قوم کسی دوسری قوم سے تم سخر نہ کرے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر نکلیں یا بہتر ہو جائیں۔ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنكُمْ میں دونوں مضمون ہیں یعنی ایک پہلو یہ ہے کہ تمہیں کیا پتہ کہ وہ تم سے بہتر ہوں اور بعید نہیں کہ وہ تم سے بہتر ہوں کم سے کم اس برائی میں تو ملوث نہیں جسے تم ریس ازم کہتے ہو اور قومی بنیاد پر کسی اور کو تحقیر سے نہیں دیکھ رہے۔ دوسرے یہ کہ ایسے لوگ جو آج نیچے ہیں کل خدا تعالیٰ کی تقدیر ان کو اوپر بھی لے آیا کرتی ہے اور ہمیشہ قومیں ایک حال پر نہیں رہا کرتیں، اس لئے فرمایا کہ تم یہ نہ کرنا کہ قومی برتری کے خیال سے دوسروں کو تحقیر سے دیکھنا۔ پاکستانی بھی وہاں بہت کثرت سے ہیں اور بعض دفعہ پاکستانیوں کا طرز عمل بھی ایسا ہوتا ہے جس سے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں اپنے سے کم تر دیکھ رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں بھی رد عمل پیدا ہو جاتے ہیں۔ باہر کی قوموں میں یہ قومی برتری کا تصور نسبتاً سادہ ہے اگرچہ سخت ہے سادہ اس پہلو سے کہ سفید قوموں کو سفید قوموں کی برتری کا خیال ہے اور پھر بعض علاقوں میں یہ برتری کا خیال جرمن برتری یا فرنچ برتری یا انگلش برتری میں بھی تبدیل ہو جاتا ہے مگر ہمارے ہاں بد نصیبی سے قومی برتری کے خیالات یا توہمات فرقہ فرقہ اتنے بے ہونے ہیں کہ ذات پات کی تمیز، قوموں کی تمیز یہ اتنی جڑیں پکڑ چکی ہے اور پھر مذہبی بنیادوں پر بھی ایسی باتیں ہیں جن کا ہندوستان کے معاشرے پر ہمیشہ بہت برا اثر پڑا ہے مثلاً

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله رب العالمين. الرحمن الرحيم. ملك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا قَوْمًا مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنكُمْ وَلَا تَسَاءَلُوا عَنْ أَن يَكُنْ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بَشَرًا الْإِسْمُ الضُّعُفُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١٣٠﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَٰدُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٣١﴾

(سورۃ الحجرات - آیت ۱۲، ۱۳)

آج دنیا کے مختلف ممالک میں جو بعض اہم اجتماعات ہو رہے ہیں ان کے سلسلے میں سب سے پہلے صوبہ سرحد کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ ان کا سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کا جمعرات سے شروع ہے اور آج جمعے کے دن جاری رہ کر شام کو اختتام پذیر ہو گا اور اب وہاں غالباً اختتام کے لمحے ہوں گے۔ شام ہو چکی ہوگی۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شورئہ آج ۶ مئی بروز جمعہ المبارک شروع ہو رہی ہے۔

اور اس سے پہلے کچھ اجتماعات تھے جن کی اطلاع وقت پر نہیں مل سکی ان کی بھی خواہش ہے کہ ان کا نام دعا کی خاطر لے دیا جائے۔ ایک خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ ضلع میرپور خاص (سندھ) کا اجتماع تھا جو ۲۸ اور ۲۹ اپریل دو دن جاری رہا اور ایک خدام الاحمدیہ کراچی کا اجتماع تھا جو یکم مئی کو شروع ہوا۔ اسی طرح مسجد احمدیہ چٹاگانگ کی تعمیر کا آغاز ہوا ہے ان کی خواہش ہے کہ تمام دنیا کے احباب جماعت کو ان کے لئے دعا کی خصوصی درخواست کی جائے۔

جہاں تک مجلس شورئہ جرمنی کا تعلق ہے آج کے خطبے میں خصوصاً ان کو موضوع بنا رہا ہوں اور ان کی وساطت سے سب دنیا کو وہی نصیحتیں ہیں خصوصاً اس لئے کہ امیر صاحب جرمنی نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ جہاں جرمنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت تیزی سے نشوونما پا رہی ہے وہاں تربیتی مسائل بھی بہت درپیش ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس جمعے میں مجلس شورئہ کو تربیتی مسائل پر نصیحت کریں تاکہ ہم نئی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں سے کما حقہ عمدہ بر آہو سکیں۔ یعنی جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں ان کو عمدگی کے ساتھ جیسا کہ حق ہے ادا کریں۔ مجلس شورئہ کے ذکر میں جو باتیں میں پہلے کہہ چکا ہوں اور گذشتہ سے پیوستہ خطبے میں میں نے نصیحتیں کی تھیں وہ تو سب کے لئے قدر مشترک ہیں ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے مگر جرمنی کے مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند باتیں میں عرض کروں گا۔ جرمنی کی جماعت یورپ میں وہ جماعت ہے جو بڑی تیزی سے مختلف اقوام میں پھیل رہی ہے اور اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا مزاج پاکستانی ہے کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں یورپین اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور اس کے علاوہ افریقی اور بعض دوسری قومیں بھی مثلاً ترک اقوام، عرب، بنگالی یہ سارے ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں دلچسپی لیتے چلے جاتے ہیں اور دلچسپیوں میں بڑھتے جا رہے ہیں اور ہر سال خدا کے فضل سے کافی تعداد ان میں سے احمدیت قبول کر رہی ہے۔ پس یہ جو مختلف اقوام کے اکٹھا ہونے کے نتیجے میں مسائل پیدا ہوتے ہیں ان پر روشنی ڈالنے کے لئے اور ان کا حل آپ کے سامنے رکھنے کے لئے میں نے ان آیات کی تلاوت کی ہے جو سورہ الحجرات سے آیات بارہ اور تیرہ سے اخذ کی گئی

ایک زمانہ تھا جبکہ تحریک پاکستان چل رہی تھی اس زمانے میں ہندوؤں کے اوپر تمسخر اور مذاق کے لالہ قوم ہے اس نے کیا کرنا ہے ان کو پتہ ہی نہیں لڑائی کیا ہوتی ہے اور پھر ان کے ہاتھوں اتنی مار کھائی اور ایسی ذلت اٹھائی کہ انسان اس کے تصور سے بھی شرم کے مارے سر جھکا لیتا ہے۔ یہی حال بنگلہ دیش میں اس وقت ہوا جبکہ ہندوستان کی فوجوں نے پاکستان کی ان فوجوں کو جو بنگلہ دیش میں تھیں مگر ہر دلعزیز نہیں تھیں بنگلہ دیش کی مدد سے ذلت آمیز شکست پہنچائی اور اس سے پہلے ان کے نعرے بڑے بڑے بلند تھے یہ کیا حیثیت رکھتے ہیں ہم ان کو یوں کچل دیں گے بنگالی کیا چیز ہے اسی بنگالی نے پھر اس ذلت کے ساتھ ان کو اٹھا کر اپنے ملک سے باہر پھینکا ہے کہ آج تک پاکستان کا نام قابل فخر نہیں بلکہ قابل شرم بنا ہوا ہے اور اگر کوئی شخص آج بھی پاکستان کی بات کرتا ہوا اس کی تائید کرتا ہوا وہاں ملے گا تو ساری قوم اس سے نفرت کا سلوک کرتی ہے اس لئے کہ نفرتیں نژاتوں کے بچے دیا کرتی ہیں جن قوموں کی تدبیر کی جائے پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ بالادستی اختیار کرتی ہیں اور پھر وہ نفرتیں یونہی مرث نہیں جاتیں بلکہ اور نفرتوں کے بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

پس قومی تقاضا ہو یا ذات پات کا تقاضا ہو کمائیاں بنائی ہوئی ہیں لوگوں نے کہ کوئی میرا بیوی کی، کوئی جولاہوں کی اور واقعہ یہ ہے کہ وہ قومیں جو میرا بیوی اور جولاہوں پہ ہنستی تھیں ان میں وہی تصور جس پر وہ ہنسا کرتی تھیں اس تصور کو لئے ہوئے بڑے بڑے جولاہے اور بڑے میرا بیوی پیدا ہوئے ہیں اور کشمیریوں پر ہنسا کرتے تھے دیکھو وہ کس بمادری سے کتنا عظیم جہاد کر رہے ہیں اگرچہ اسے اسلامی نقطہ نگاہ سے سو فیصدی جہاد قرار دینا یہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر ایک مظلوم قوم ہے جو اپنی آزادی کے لئے اس وقت سردھڑکی بازی لگائے ہوئے ہے ہندوستان کی حکومت چاہے پسند کرے یا نہ کرے یہ درست ہے اور یہ کہنے میں مجھے کوئی باق نہیں کہ باوجود اس کے کہ ہندوستان کے دورے پر جب میں گیا تھا اور ان کو مشورے دیئے تھے کہ تم ایسے تشدد کی راہ اختیار نہ کرنا یہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تمہیں سمجھوتے کرنے چاہئیں سیاسی سطح پر اتر کے ان باتوں کو سلجھانا چاہئے ورنہ دونوں ملکوں کا بڑا نقصان ہو گا اور کشمیر مفت میں تم دونوں کی آپس کی رقابت کی چکی میں پیسا جائے گا وہی ہو رہا ہے مگر جہاں تک کشمیری قوم کا تعلق ہے اس نے

جہاں تک بوزنیں کا تعلق ہے ہمارا ان سے اس وقت جو محبت کا رشتہ ہے وہ ان کی مظلومیت کے نتیجے میں طبعی طور پر پیدا ہوا ہے اور ہم سچے دل سے بھائیوں کی طرح ان کو اپناتے ہیں، ان سے پیار کرتے ہیں اور اس میں احمدی غیر احمدی کا کوئی فرق نہیں ہے

ثابت کر دکھایا ہے کہ جو ان کو بزدل کہا کرتا تھا جھوٹ بولتا تھا بڑی بہادر اور نڈر قوم ہے ایسی عظیم قربانیاں اتنا مسلسل دیتے چلے جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے مجھے تو کشمیر کی حالت دیکھ کر الجیریا یاد آتا ہے چنانچہ میں نے ایک دفعہ ایک ہندوستانی لیڈر کو جو ملنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے ان سے کہا تھا کہ دیکھو ڈیگال بنا پڑے گا آخر تمہیں۔ ڈیگال جیسا زبردست جرنیل اور پھر بعد میں ویسا زبردست سیاستدان بھی فرانس میں کم پیدا ہوا ہے لیکن اپنی بڑائی کے باوجود، اپنے سب تکبر کے باوجود، اپنی سب فراست کے باوجود، جنگی میدان میں معاملہ فہمی اور داؤ پیچ سمجھنے کے باوجود آخر اسے شکست تسلیم کرنی پڑی۔ پس ہندوستان کو بھی میں مشورہ دیتا ہوں کہ ظلم و ستم کی کھیل پنپا نہیں کرتی۔ کشمیر کو دوست کے طور پر چھوڑو تو بہتر ہے شدید ترین دشمن بنا کے نہ چھوڑنا۔ ورنہ جن مقاصد کی خاطر تم ہندوستان کو ایک رکھنے کے لئے اور ایک یونٹ، ایک اکائی بنائے رکھنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہو ان کو شدید نقصان پہنچے گا مگر بہر حال ہماری تو ایک عاجزانہ حیثیت ہے۔ ہم مشورہ دیتے ہیں نیکی اور سچائی کے ساتھ یہ قوموں کا کام ہے قبول کریں نہ کریں اگر قبول کریں گے تو ان کو فائدہ ہو گا اگر قبول نہیں کریں گے تو نقصان ہو گا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے وہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ مشورہ جو تقویٰ پر مبنی ہو اور تقویٰ اللہ کا نور ہے اس مشورے کی مخالفت کرنے والا خود اپنا نقصان اٹھاتا ہے، خود اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔

تو میں مثال دے رہا تھا کہ دیکھو قوموں کے اوپر خواہ مخواہ تمسخر کرنے کے نتیجے میں جو لوگوں کو بے وقوف سمجھا کرتے تھے وہ خود بے وقوف بن گئے۔ جو لوگوں کو بزدل سمجھا کرتے تھے انہوں نے ان کو ایسی ذلت ناک شکستیں دیں کہ آج بھی ان کے تصور سے ان لوگوں کے سر جھکتے ہیں۔ پس یہ جھوٹے اور غلط خیالات ہیں۔ یہی وہ خیالات ہیں جنہوں نے یورپ میں آج پھر

سراٹھانا شروع کیا ہے اور ریس ازم کا تصور پھر مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے۔ احمدیوں کو خصوصاً جرمنی میں اس کے خلاف عظیم الشان جہاد کرنے کی ضرورت ہے ایسا جہاد جو اعلیٰ اخلاق کے ہتھیاروں سے آراستہ ہو اور حسن خلق کی تلوار سے آپ دلوں کو فتح کرنے والے ہیں۔ جب بھی آپ Racist کے ساتھ مقابلہ کریں گے اگر اس مقابلے میں انہی کے ہتھیار آپ اٹھائیں گے تو آپ کو ضرور مار پڑے گی اور لازماً نقصان ہو گا کیونکہ ریس ازم ان جگہوں پر پہنچتا ہے جہاں اس ریس کی طاقت پہلے ہی سے بڑی ہوتی ہے ورنہ وہ دوسری قسم کے فسادوں میں تبدیل ہو جاتا ہے یعنی بغض کا جذبہ ریس ازم نہیں بنتا۔ ریس ازم کا گہرا تعلق عدوی اور دوسرے غلبے سے ہے جہاں غلبہ ہو اور یقین ہو کہ ہم طاقتور ہیں اور بزرگ ہم کسی چھوٹی سی اقلیت کو مٹا سکتے ہیں وہاں اگر اقتصادی لحاظ سے وہ اقلیت کوئی چیلنج بن جائے یا بعض دوسرے پہلوؤں سے اسے کچھ برتری حاصل ہو تو اس کے رد عمل میں ریس ازم پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ بڑے زور کے ساتھ سراٹھاتا ہے اور بعض دفعہ وہ ایک جنگ کا ایسا طوفان بن جاتا ہے جو سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے پس ریس ازم کو اٹھنے نہ دیں یہ بہت ہی مملکت بیماری ہے اور اس کا بہت شدید نقصان پہنچے گا اور اسلام کی راہ میں بھی یہ زہر یایوں کتنا چاہئے کہ یہ ایک شیطانی

مصنوعی محبت کبھی دل نہیں جیتا کرتی۔ محبت وہی دل جیتی ہے جو دل سے نکلے

روک ہے جو اسلام کے رستے روکے گی جہاں ریس ازم ہو وہاں اعلیٰ اقدار کے پھیلنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہا کرتا۔ وہاں مقابلے اور جہاد کے شروع ہو جاتے ہیں وہاں پولورائزیشن یعنی دو سمتوں میں بعض قوتوں کا مرکز ہو جانا ایسے خطوط پر ہوتا ہے کہ ان خطوط میں پھر مذہبی اقدار کو داخل ہونے کا موقع ہی نہیں مل سکتا۔ پس ہر پہلو سے یہ ایک نہایت ہی خطرناک مرض ہے۔

ایک پہلو سے تو مختلف قوموں کا جرمنی میں اسلام میں داخل ہونا اور احمدیت میں داخل ہونا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص احسان ہے ویسے تو اللہ کا احسان ہی احسان ہے مگر اس پہلو سے بھی خاص احسان ہے کہ اس سے پہلے جو یہ خطرہ تھا کہ وہاں پاکستانی اور غیر پاکستانی کی پولورائزیشن ہو جائے گی اور اس کا مجھے ڈر تھا اور ہمیشہ اس بارے میں میں مجلس عاملہ کو بھی، دوسروں کو بھی نصیحت کرتا رہا وہ خطرہ اب ختم ہو چکا ہے۔ ملا نہیں بلکہ مٹ چکا ہے کیونکہ اب پاکستانی مختلف قوموں میں سے ایک قوم ہے اور جرمن بھی مختلف قوموں میں سے ایک قوم ہیں، افریقہ بھی مختلف قوموں میں سے ایک قوم ہیں۔ مجھے یاد ہے جب پچھلے سالانہ جلسے پر امیر صاحب نے مجھ سے تعارف کروایا کہ اتنے افریقہ ہوئے ہیں اور اتنے فلاں قوموں کے احمدی ہوئے ہیں تو ان کے چہرے پر خاص طور پر بشارت تھی اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا کہ اب اللہ کے فضل سے وہ خطرہ ٹل گیا کہ فلاں پاکستانی ہے اور فلاں جرمن ہے اور ان کے آنے سے جرمنوں کی بھی بڑی تربیت ہوئی ہے تو بالکل درست بات انہوں نے کہی تھی اور جوں جوں اللہ کے فضل کے ساتھ مختلف قومیں جرمنی میں احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں۔ احمدیت کے اندر دو ”پولز“ کے آپس میں متضاد ہو جانے کا خطرہ یہ اور زیادہ بعید ہوتا چلا جا رہا ہے مگر یہ حالات کے نتیجے میں ہے اور حالات اتفاقی ہوا کرتے ہیں۔ میں جس پہلو سے آپ کو متوجہ کر رہا ہوں وہ حالات سے بالا، حالات سے الگ، اس گہری قرآنی تعلیم کے تعلق میں بات کر رہا ہوں کہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں احمدیت میں ”ریس ازم“ کے جڑ پکڑنے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے اور اس کی بنا اسلام کی تعلیم ہو۔ اس کی بنا اللہ تعالیٰ کی وہ نصیحتیں ہوں جو قرآن کریم میں بڑی شان اور قوت کے ساتھ فرمائی گئی ہیں۔ پس ایک نصیحت پکڑ لیں خواہ آپ کو ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑے جس میں آپ کے اندر ریس ازم ابھرے اور کسی مخالف گروہ سے خطرات درپیش ہوں اسلامی تعلیم پر اگر آپ عمل کرنے والے ہوں گے تو ریس ازم کو اپنی چوکھٹ کے قریب بھی نہیں آنے دیں گے یہ وہ زہر ہے جس کا روحانیت کے ساتھ ہمیشہ کا بیر ہے۔ بیک وقت ریس ازم اور روحانیت اکٹھے پل ہی نہیں سکتے جہاں ریس ازم آیا وہاں روحانیت اور اللہ تعالیٰ کی

محبت ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتی ہے۔

پس کسی پہلو سے بھی ریس ازم کو اپنے قریب نہ آنے دیں۔ اس کا سایہ نہ پڑنے دیں اور اس ضمن میں بعض اعلیٰ اخلاقی قدروں کی ضرورت ہے محض مقابلے میں دلائل دینے کا کام نہیں، دلائل دینے کا موقع نہیں کیونکہ یہ وہ بیماری ہے جو دلائل سے سر نہیں ہوا کرتی، دلائل کے ذریعے اس بیماری کا ازالہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جتنا مرضی آپ زور لگا کے دیکھ لیں۔ جب جرمنی

کشمیری قوم نے ثابت کر دکھایا ہے کہ جو ان کو بزدل کہا کرتا تھا جھوٹ بولتا تھا بڑی بہادر اور نڈر قوم ہے ایسی عظیم قربانیاں اتنا مسلسل دیتے چلے جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے

میں ریس ازم کے جذبات یودیوں کے خلاف پرورش پانے لگے اور پھر وہ نائسی تحریک میں تبدیل ہوئے اس کے بعد آج تک ان کے کچھ اثرات باقی تھے اور جرمن قوم نے اپنی فراست کی وجہ سے ان خطرات کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور مختلف جرمن حکومتیں کوشش کرتی رہیں کہ دلائل کے ذریعے ان کا قلع قمع کریں اور مختلف طریق پر جرمن قوم کو سمجھاتی رہیں کہ اب ریس ازم کو قریب نہیں آنے دینا مگر جب حالات نے پلٹا دکھایا ہے، جب برلن کی دیوار گری ہے تو بڑی تیزی کے ساتھ وہاں وہی خیالات دوبارہ ابھرنے شروع ہوئے ہیں پس ان کا عقل سے تعلق نہیں ہے ریس ازم کا جذبات سے تعلق ہے اور جذبات کی فتح عقل سے نہیں بلکہ اخلاق سے ہوتی ہے پس آپ کو اپنے اخلاق کو ترقی دینی ہوگی اور اخلاق کے ذریعے ریس ازم کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

ایک خوبی جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح داخل فرمائی ہے گویا ہماری فطرت ثانیہ ہے کہ وہ لوگ جو نئے قوموں سے احمدیت میں داخل ہوتے ہیں ان کے لئے احمدی بے حد محبت رکھتا ہے اور اپنے دل میں فدائیت کا جذبہ پاتا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریس ازم کے مقابلے میں ان کو مزید طاقت عطا کرے گی پس وہ بھائی جو مختلف قوموں سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان سے غیر معمولی محبت کا سلوک کرتے چلے جائیں تاکہ ان کے اندر آپ کے لئے محبت کا جذبہ بڑھے، فدائیت کا جذبہ بڑھے، باہمی تعلقات کے رشتے، محبت اور پیار کے رشتے ہوں اور یہ رشتے جب تک قائم رہیں ریس ازم اس میں جگہ نہیں پاسکتا۔ بہت سے ایسے میرے ذاتی تجارب ہیں کہ بعض قوموں سے آنے والے احمدیوں میں جب میں نے ایسے آثار دیکھے اور ان سے پہلے سے بڑھ کر زیادہ پیار کا سلوک کیا تو رفتہ رفتہ ریس ازم کے تمام آثار ان کے دلوں سے مٹ گئے اور گویا جڑوں سے اکھڑ گئے اور اس کے آثار پھر ان کے چروں سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ جہاں پہلے ملاقاتوں کے بعد ایک چہرے پر تاؤ ساہا کرنا تھا وہ سب تاؤ غائب۔ بے اختیار محبت، بے اختیار پیار، بے اختیار ہنسی، یہ چہروں سے کھیلنے لگتی ہے اور Racist جب کسی دوسرے سے ملتا ہے تو اس کے چہرے پر یہ تاؤ ضرور موجود ہوتا ہے۔ آپ لطیفہ بھی اس کو سنائیں وہ ہنس بھی پڑے تو اس میں بھی تاؤ رہے گا۔ آپ اچھی بات بھی کریں اور وہ قبول بھی کر لے پھر بھی تاؤ رہے گا۔ اور ذرا سی غلطی آپ سے ہو تو وہ تاؤ تیوری میں بدل جائے گا، غصے میں تبدیل ہو جائے گا اور وہ بڑی سخت ناقدانہ نظروں سے آپ کو دیکھے گا اور کڑی زبان سے آپ پر تبصرہ کرے گا۔ پس اس پہلو سے چروں کے آثار سمجھا کریں جہاں بھی آپ کو ریس ازم دکھائی دے گا یہ ایسی چیز نہیں ہے جو چھپ سکے۔ نہ محبت چھپ سکتی ہے نہ نفرت چھپ سکتی ہے یہ دونوں ایسی بے اختیار کیفیتیں ہیں جن کو وقتی طور پر کوئی بڑی قابلیت سے دھوکہ دینے کی خاطر چھپالے گا تو ہمیشہ نہیں چھپ سکتیں کچھ دیر کے بعد ضرور سر اٹھائیں گی ضرور دکھائی دیں گی۔ پس مجلس شوریٰ میں اس بات پر غور کریں کہ کہاں کہاں ایسے بد آثار دکھائی دیتے ہیں یا یہ نہیں کہنا چاہئے تفصیل سے، یہ میں کہوں گا اس بات پر غور کریں کہ ہمیں کن اعلیٰ اخلاق سے پہلے سے بڑھ کر متصف ہونا چاہئے کن خدمتوں میں آگے سے زیادہ بڑھنا چاہئے۔ مواخات کے اور کون سے ذرائع اختیار کرنا چاہئے کہ جس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ کے اندر ریس ازم کے داخل ہونے کا کوئی سوال باقی نہ رہے۔ ہر دروازہ بند اور مقفل کر دیا جائے۔

اس پہلو سے مواخات کے ضمن میں میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ بوزین کے ساتھ مواخات کر رہے ہیں یعنی جرمن احمدی اور اللہ کے فضل سے اس کے بڑے اچھے نتائج ظاہر ہو رہے ہیں مگر بوزین کا جہاں تک تعلق ہے وہاں ریس ازم کا خطرہ نہیں وہاں مواخات کسی خطرے کو ٹالنے کے لئے نہیں بلکہ انصار مدینہ کی سنت میں ہے جنہوں نے مہاجروں سے

مواخات کی تھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا کہ اس مواخات میں بھی ایک ضمنی فائدہ یہ ہوا کہ ریس ازم مٹ گیا اور نہ اس سے پہلے اہل مکہ اپنے آپ کو افضل سمجھا کرتے تھے مہاجر اس قوم سے تعلق رکھتے تھے جو قریش تھے اور مدینے والوں کو وہ اراکین کہا کرتے تھے جیسے زمیندار کہتے ہیں یہ سبزی لگانے والے، سبزی کاشت کرنے والے لوگ ہیں اور اس جہالت کے نتیجے میں ان زمینداروں نے اپنی ساری عظمتیں کھو دیں۔ اراکین پھر ان کی قوموں پر مسلط ہوئے، ان کی دولتوں پر قابض ہوئے، ان کی منڈیوں پر قبضہ کر لیا تو یہ محض جہالت کی باتیں ہیں اس زمانے میں بھی یہ باتیں کچھ نہ کچھ پائی جاتی تھیں اسی لئے آج تک اراکین اپنے آپ کو مدینے والوں کی نسل میں سے کہتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم وہی لوگ ہیں جو مدینے سے تعلق رکھتے تھے جن کو انصار کا لقب دیا گیا تھا بہر حال یہ بھی ایک جوانی کا روئی ہے اپنی برتری کی۔ برتری تو اخلاق سے ہے، برتری تقویٰ سے ہے اس بات سے نہیں ہے کہ آپ مدینے والوں کی اولاد ہیں یا مکہ والوں کی اولاد ہیں اس بات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خلف کلامانے کے مستحق ہیں کہ نہیں، محمد رسول اللہ کی اولاد ہیں کہ نہیں۔ پس یہ وہ ایک گرہ ہے جسے خوب سمجھ لینا چاہئے۔

جہاں تک بوزین کا تعلق ہے ہمارا ان سے اس وقت جو محبت کا رشتہ ہے وہ ان کی مظلومیت کے نتیجے میں طبعی طور پر پیدا ہوا ہے اور ہم سچے دل سے بھائیوں کی طرح ان کو اپناتے ہیں، ان سے پیار کرتے ہیں اور اس میں احمدی غیر احمدی کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے جب میں نے مواخات کا اعلان کیا تھا تو ہرگز یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ احمدیوں سے صرف مواخات کرو اور اس کے نمونے کے طور پر میں نے جس خاندان سے مواخات کی وہ غیر احمدی ہے، ابھی تک غیر احمدی ہے، اور مواخات کے نتیجے میں ان کو احمدی بنانے کی میں نے کبھی کوشش نہیں کی۔ لڑپچر دلاتا ہوں ان کو ہر موقع پر سمجھاتا ہوں۔ دل ان کے احمدیت کے ساتھ ہیں اور احمدیت کا پیار بڑھ رہا ہے لیکن مواخات احمدیت سے قطع نظر تھی اور اسی طرح رہنا چاہئے کیونکہ مظلوم قوم اور مسلمان قوم ہے یہاں کے کی ہجرت کی ساری باتیں پوری طرح صادق نہیں آتیں وہاں سے جو بھی نکلا ہے مظلوم نکلا ہے اور مظلوموں کے ساتھ مواخات ہونی چاہئے۔ پس اپنے مواخات کے تعلقات میں جتنے بوزین بھی آپ کے قرب و جوار میں رہتے ہیں آپ ان کو سنبھال سکتے ہیں۔ ان سب سے مواخات کے لئے آپ کو محبت کا ہاتھ بڑھانا چاہئے۔ بعض جگہ احمدیوں نے یہ غلطیاں کی ہیں کہ محبت کا ہاتھ بڑھانے سے پہلے تبلیغ شروع کی ہے اور یہ دستور کے خلاف ہے یہ عقل کے خلاف ہے حکمت کے خلاف ہے۔ تبلیغ تو ہوتی رہے گی سب دنیا میں ہم نے تبلیغ

مجلس شوریٰ کا دائرہ قوموں کے لحاظ سے بڑھائیں اور وسیع تر کریں اور مجلس شوریٰ میں ان کو اسلامی طرز مشاورت کا سلیقہ عطا کریں

کرتی ہے۔ بوزین کو اس لئے نہیں کرنی اب یہ گرا پڑا ہے تو اس کو سنبھالو اٹھالو آسانی سے قابو آجائے گا یہ ناجائز طریق ہے درست نہیں ہے اعلیٰ اخلاق کے خلاف ہے بوزین کی ضرورت اس لئے پوری کرنی ہے کہ وہ مسلمان، مجروح، زخمی، بے یار و مددگار ہے اور ایسا مظلوم ہے کہ اس آج کی تاریخ میں، جو ہمارے قریب کے زمانے کی تاریخ ہے ایسی مظلومیت کسی اور قوم میں آپ کو دکھائی نہیں دے گی پس اس پہلو سے ان سے محبت کا سلوک رکھیں لیکن مواخات کو جہاں بوزین میں غیر احمدیوں میں بڑھائیں وہاں دوسری قوموں میں بھی مواخات جاری کریں اور وہاں احمدیوں میں خصوصیت کے ساتھ۔ کیونکہ وہاں غیر مظلوم نہیں ہیں۔ احمدی سے اس لئے مواخات ضروری ہے کہ وہ مہاجر ہے اپنے معاشرے کو چھوڑ کر بے معاشرہ ہو گیا ہے ایک جگہ سے جڑا کھڑی ہے اور دوسری جگہ جڑ پکڑنے کے لئے وہ ایک Soil کی، ایک زرخیز زمین کی تلاش میں ہے اور اس نے آپ کو وہ زمین سمجھا ہے پس اس پہلو سے ریس ازم کا مقابلہ کرنا ہو یا احمدیت کو ویسے تقویت دینی ہو ہر پہلو سے نہایت ہی ضروری ہے کہ نئے آنے والوں سے مواخات کریں اور ان میں رنگ و نسل کی تمیز نہ ہو۔ افریقہ بھی ان میں سے اسی

طرح مواخات سے فیض یافتہ ہوں جس طرح جرمن قوم آپ کی مواخات سے فیض یافتہ ہو جس طرح مشرقی یورپ کے آنے والے البانین یا دوسری قوموں کے باشندے آپ کی مواخات سے فیض اٹھانے والے ہوں اس مواخات کے دائرے کو بڑھانا شروع کریں لیکن یاد رکھیں کہ مواخات کے دائرے کو آج کل کے زمانے میں بعینہ اسی طرح نافذ نہیں کیا جاسکتا جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں مہاجرین کے ساتھ مواخات کی گئی تھی اس لئے مہاجرین کے ساتھ مواخات کا تصور سامنے رکھتے ہوئے بعض لوگ یا تو مواخات اپنے لئے ناممکن سمجھتے ہیں یا پھر حد سے زیادہ قربانی کرتے ہیں جو موقع اور محل کے لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ یہاں حالات مختلف ہیں یہ قومیں ایسی ہیں اور آج کی تہذیب ایسی ہے کہ یہاں بھائی بھی بھائی بن کے رہتا۔ بیٹا ماں کا نہیں۔ باپ بیٹی کا نہیں ایک گھر میں جوں جوں بچے بڑے ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے الگ ہوتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ کھانے کے بعد باپ اپنی اولاد کو بل بھی پیش کرتے ہیں کہ اس مینے کلاتا خرچ ہوا ہے تو تم دو اپنی کمائی سے۔ تو یہاں جہاں انسانیت کا معیار بگڑا ہے وہاں مواخات نسبتاً آسان ہو گئی ہے کیونکہ تھوڑی سی نیکی بھی مواخات کا رنگ اختیار کر جائے گی ان کے ساتھ ایسا سلوک کہ غیر ہوتے ہوئے اپنا نیت کا سلوک ہو ضروری نہیں کہ اس سلوک میں آپ گھر آدھا بانٹ دیں اور جائیداد تقسیم کر دیں اور اپنی آمد میں خواہ آپ کا اپنا بھی گزارہ نہ چلے آپ ان کو حصے تقسیم کریں ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ موقع اور محل کے مطابق یہاں مواخات کا وہی تصور ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ وہ سوسائٹیاں جو آپس میں پھٹ چکی ہیں یا انسانی قدروں کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ رشتے جو انسان کو انسان کے ساتھ باندھتے ہیں وہ یا کٹ گئے ہیں یا دمدم اور کمزور پڑ چکے ہیں آپ غیر ہو کر جب کسی سے پیار اور محبت کا سلوک کرتے ہیں، اپنا تے ہیں تو وہی اس کے لئے مواخات ہے۔

ریس ازم کا تصور پھر مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے۔ احمدیوں کو خصوصاً جرمنی میں اس کے خلاف عظیم الشان جہاد کرنے کی ضرورت ہے ایسا جہاد جو اعلیٰ اخلاق کے ہتھیاروں سے آراستہ ہو اور حسن خلق کی تلوار سے آپ دلوں کو فتح کرنے والے بنیں۔

بعض جگہ بعض احمدی اپنا دائرہ اثر بڑھانے میں اس لئے بہت کامیاب ہیں کہ ان کو عادت ہے کسی سے ملنے ہیں تو کہتے ہیں آؤ ایک چائے کی پیالی میرے ساتھ پی لو۔ اب وہ شخص ان سے زیادہ اچھا کھانے پینے والا لیکن چائے کی پیالی کو اس لئے قبول نہیں کرتا کہ اس کو چائے کی پیالی کی احتیاج ہے بلکہ اسے تعجب ہوتا ہے کہ ہم تو بعض دفعہ دوست اکٹھے بیٹھ کر جب کسی ریستورنٹ میں جاتے ہیں تو اپنی اپنی جیب سے پیسے نکال کر دیتے ہیں اور یہ عجیب سا شخص ہے کہتا ہے کہ میرے ساتھ آکر چائے پی لو اور پھر بعض دفعہ وہ کہتے ہیں ہم تمہیں پاکستانی کھانا کھلائیں گے تو ایک اور تعجب دل میں پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے پاکستانی کھانا۔ چنانچہ وہ عموماً قبول کر لیتے ہیں اور ان کے لئے یہی مواخات ہے۔ جب ایک دفعہ گھر آجائے تو اہل خانہ کا ان سے حسن سلوک ان کے دل جیت لیتا ہے۔ پس تھوڑی قربانی سے مواخات کے بڑے پھل آپ کو مل سکتے ہیں۔ اور اس پہلو سے اپنے دائرہ مواخات کو بڑھانا ناممکن نہیں ہے اس کو وسیع کریں اور جتنی آپ کو توفیق ہے اس توفیق کی حد تک چھوٹی چھوٹی قربانیاں کریں پیار کا اظہار کریں مگر ایک بات یاد رکھیں کہ مصنوعی محبت کبھی دل نہیں جیتا کرتی۔ محبت وہی دل جیتی ہے جو دل سے نکلے۔ پس بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے وہ چالاک سے ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے آدمی میں نے کئی دیکھے ہیں پاکستان میں بھی ہوا کرتے تھے جگہ جگہ دعوتیں دیتے پھرتے ہیں آؤ اور مقاصد اور ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے دوستوں کو بنا کے پھر لوٹتے بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کی چالاکیاں انسان ذرا بھی فراست سے دیکھے تو نظر سے چھپ نہیں سکتیں اور تھوڑے ہی دنوں میں ان کا کردار نمایاں ہو کر قوم کے سامنے بجائے عزت کے ایک ذلت کا نشان بن جاتا ہے۔

پس آپ نے اگر مواخات کرنی ہے تو اسلامی قدروں کے مطابق کرنی ہے اور اس سے جہاں ریس ازم کا مقابلہ ہو گا وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کے ساتھ احمدیت کی راہیں بھی ہموار ہوں گی اور آپ کی زندگی زیادہ بہتر انداز میں کئے گی زیادہ پر لطف ہو جائے گی۔ پس قرآن کریم فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا قَوْمًا مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ

کہ ہو سکتا ہے وہ تم سے بہتر ہو جائیں۔ دوسری بات اس میں یہ میں سمجھانی چاہتا ہوں کہ بسا اوقات مغرب میں جب تحقیر سے کسی کو دیکھا جاتا ہے تو ان کے متعلق جھوٹی باتیں کم بناتے ہیں جیسے ہمارے ملکوں میں عادت ہے کوئی حقیقی نقص پکڑتے ہیں اور اس نقص کی نشاندہی کر کے پھر اس کے خلاف نفرت پھیلاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ اس میں کم سے کم ہمارے لئے یہ نصیحت ضرور ہونی چاہئے کہ ہمیں ان برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہم میں موجود ہیں اور خصوصیت سے پاکستانی معاشرے میں احمدیت کے نقطہ نگاہ سے نہیں بلکہ ملکی نقطہ نگاہ سے کچھ ایسی خرابیاں ہیں جس کی جڑیں ملک ہندوستان میں پوسہ ہیں یعنی وہ برصغیر سے ہندوستان کہا جاتا تھا اس کی ملکی بیماریاں ہیں جو مختلف قوموں میں کم و بیش یکساں پائی جاتی ہیں۔ اس پہلو سے اگر پاکستانیوں نے اپنی برائیوں کو دور کر کے اس

ریس ازم کو اپنی چوکھٹ کے قریب بھی نہیں آنے دیں گے یہ وہ زہر ہے جس کا روحانیت کے ساتھ ہمیشہ کا بیر ہے۔ بیک وقت ریس ازم اور روحانیت اکٹھے پل ہی نہیں سکتے

خوشخبری کو پورا نہ کیا جو قرآن کریم نے دی ہے کہ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ تو پھر دوسروں کے ہاتھ میں ریس ازم کے لئے ایک جائز تلوار ضرور پکڑی رہے گی اور وہ ان برائیوں کا بہانہ بنا کر آپ کے خلاف نفرت کی تعلیم دیتے رہیں گے۔

پس جرمن قوم میں رہنے والے پاکستانیوں کے لئے از بس ضروری ہے کہ وہ اپنی برائیوں کی نشاندہی کریں اور ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اس ضمن میں مجلس شوریٰ کو باقاعدہ کھل کر پروگرام بنانا چاہئے کیونکہ وہ برائیاں معروف ہیں ہر کس و ناکس کو علم ہے کہ کیا کیا برائیاں ہیں اس ضمن میں نے ایک اصلاحی کمیٹی قائم کی تھی اور ملکی سطح پر تمام ملکوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ آپ اصلاحی کمیٹیاں قائم کریں اور بعض برائیوں کی نشاندہی کر کے پیشتر اس کے کہ وہ ناسور بن جائیں ان کی اصلاح کی کوشش کریں اور اپنے اخلاقی مریضوں کو شفا دینے کی کوشش کریں۔ بعض ملکوں نے اس نصیحت کو یاد رکھا اور ان کی ماہانہ رپورٹوں میں نہیں تو وقتاً فوقتاً سال میں ایسی رپورٹیں ملتی رہتی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان باتوں پر نظر رکھ رہے ہیں۔ لیکن بعض ملک ان باتوں کو بھلا بیٹھے ہیں۔ جرمنی میں جو اصلاحی کمیٹی ہے وہ کام کر رہی ہے اگرچہ اتنی فعال نہیں جتنی میں دیکھنا چاہتا تھا مجلس شوریٰ میں اس بات پر بھی غور کریں اتنا وقت تو آپ کے پاس نہیں ہو گا کہ تمام برائیوں کا تجزیہ کر کے ان نقائص کو دور کرنے کے لئے منصوبہ بنائیں مگر اپنی اصلاحی کمیٹی کے کام پر نظر رکھتے ہوئے اسے مضبوط اور فعال بنانے کے لئے ضرور آپ کچھ تدبیریں سوچ سکتے ہیں۔ اصلاحی کمیٹی کا جو میرا تصور تھا وہ بعینہ جرمنی کی اصلاحی کمیٹی میں موجود نہیں ہے۔ اصلاحی کمیٹی تو ہے لیکن اس وقت حرکت میں آتی ہے جب بیماری سراٹھانچتی ہوتی ہے میں نے جو نصیحت کی تھی وہ یہ نہیں تھی بلکہ یہ تھی کہ اصلاحی کمیٹی صاحب فراست لوگوں پر اور گہری حس رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہونی چاہئے وہ برائیوں کو سونگھ کر پتہ کریں کہ کہاں کہاں برائیوں کی بو ہے اور نظر نہ بھی آئیں تو ان کی شامہ حس یعنی سونگھنے کی حس ان کو بتادے کہ کہیں کوئی خطرہ موجود ہے پھر ان کو باقاعدہ بیماری بننے سے پہلے دور کریں۔ اگر آپ انتظار کرتے رہیں کہ کہیں فساد ہو جائیں، کہیں دنگے شروع ہو جائیں، کہیں کوئی قتل و غارت ہو جائے اور پھر اصلاحی کمیٹی حرکت میں آئے تو اصلاحی کمیٹی نہیں یہ تو پھر ایک پولیس کمیٹی بن جائے گی۔ اور میں نے جب پہلی دفعہ نصیحت کی تھی تو خوب کھول کے یہ فرق ظاہر کیا تھا اور امور عامہ کو بھی میں نے سمجھایا تھا کہ امور عامہ کو میں پولیس نہیں دیکھنا چاہتا۔ امور عامہ کو میں ایسا باشعور ادارہ دیکھنا چاہتا ہوں جو آئندہ پیش آنے والے خطرات کو بھانپ کر ان بیماریوں کی اصلاح کریں جو ابھی سر نہیں اٹھا سکیں اور ان بیماریوں کی اصلاح کریں جو ابھی بن سکتی ہیں۔ ان کا

پیش خیمہ کریں یہ ہے اصل امور عامہ کا کام یعنی اور کاموں کے علاوہ۔ تو اصلاحی کمیٹی انہی خطوط پر قائم ہونی چاہئے اور اگر جرمی میں اصلاحی کمیٹی اس بات کو بھلا بیٹھی تھی جیسا کہ مجھ پر تاثر ہے تو مجلس شوریٰ اس بات پر غور کرے اور صرف ایک مرکزی اصلاحی کمیٹی نہیں بلکہ علاقائی اور بڑے شہروں میں، شہر کی سطح پر بھی ایسی باشعور اصلاحی کمیٹیاں قائم ہونی ضروری ہیں جو ہر قسم کی برائیوں پر اس طرح نظر رکھیں کہ ابھی برائیاں عام انسان کو دکھائی نہ دینے لگیں۔

پس وہ بھائی جو مختلف قوموں سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان سے غیر معمولی محبت کا سلوک کرتے چلے جائیں تاکہ ان کے اندر آپ کے لئے محبت کا جذبہ بڑھے، فدائیت کا جذبہ بڑھے، باہمی تعلقات کے رشتے، محبت اور پیار کے رشتے ہوں

دیکھیں جب پو پھوٹی ہے تو بہت سے لوگ ہیں جن کو وہ پود دکھائی نہیں دیتی اور اس کے لئے گہری فراست کی نظر چاہئے جسے تجربہ ہو۔ اسی لئے پرانے زمانوں میں جبکہ روزہ شروع ہونے کا وقت معلوم کرنے کے لئے وہ ذرائع موجود نہیں تھے جو اب میسر ہیں اس زمانے میں مجھے یاد ہے کہ بعض لوگ اٹھ کے باہر نکل کر دیکھا کرتے تھے پو پھوٹی ہے کہ نہیں اور اس میں کوئی پچہ کہہ دیتا تھا پھوٹ گئی ہے کوئی کہتا تھا نہیں پھوٹی۔ یعنی ابھی ایسی درمیانی سی حالت ہوتی تھی پھر وہ لوگ جن کو تجربہ ہوتا تھا وہ کہتے تھے کہ نہیں پھوٹ گئی ہے پکی بات ہے اور اس پر پھر اذان ہو جاتی تھی یا کھانا بند ہوتا تھا تو بعض دفعہ قومی حالات میں جو پو پھوٹی ہے وہ بیماریوں کی پو پھوٹی کرتی ہے اور ضروری نہیں کہ روشن دن ہی طلوع ہو بعض دفعہ اندھیری راتیں بھی طلوع ہوتی ہیں یا شام کی شفق سے اگر تشبیہ دیں گے تو وہ بات پوری بنتی نہیں اس لئے میں نے عدا صبح والی بات لی تھی تو پشتر اس کے کہ وہ اندھیرا دن طلوع ہو جائے جس کے بعد آپ کی پیش نہیں جائے گی۔ آپ آثار سے معلوم کیا کریں کہ کون کون سی وبائیں پھیلنے والی ہیں، پھیل سکتی ہیں اور ان کے ازالے کے لئے جب آپ کو کوشش کرنی ہوگی تو پھر اکیلی اصلاحی کمیٹی کا کام نہیں ہے۔ اصلاحی کمیٹی کا کام ہے محسوس کرنا اور جماعت کو متنبہ کرنا مجلس عامہ میں وہ باتیں پیش کرنا اور پھر مجلس عامہ کو اپنی مجموعی حیثیت سے صرف ایک عہدیدار کو نہیں بعض دفعہ دو تین چار عہدیداروں کو متحرک کرنا ہوگا کہیں اصلاح و ارشاد کے سیکرٹری کا بیچ میں عمل دخل ہو جائے گا کہیں آپ کو بعض صورتوں میں فنانس کی ضرورت ہوگی کچھ لٹریچر شائع کرنا ہے کہیں دورے کروانے ہوں گے مریوں کے نظام کو حرکت میں لانا ہوگا غرضیکہ بہت سے امکاناتی حل ہیں جن کے لئے بعض دفعہ مجلس عامہ میں غور ضروری ہوا کرتا ہے پس ایسے مسائل کو مجلس عامہ میں رکھیں لیکن جہاں تک جرمی میں اس وقت ظاہر ہونے والی بیماریوں کا تعلق ہے وہ بہت سی ایسی ہیں جو ہو چکی ہیں اور ہونے کے بعد بھی پوری نظر نہیں آرہی اس لئے میں جو بات کر رہا ہوں وہ تو اوپر کی بات ہے یہ تو ضروری ہے آئندہ کے لئے مگر اس وقت جو صورت حال ہے جرمی کی وہ یہ ہے کہ بہت سے پاکستانی اپنے ساتھ ایسی معاشرتی بیماریاں لے آئے یا اخلاقی بدیاں لے آئے جن کی وجہ سے جماعت کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے اور احمدیت کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جہاں تک غیر احمدیوں کا تعلق ہے وہ خود جو چاہیں کریں، جو چاہیں کرتے پھریں وہ سمجھتے ہیں کوئی حرج نہیں ہم تو مسلمان ہیں ہمیں تو فرق نہیں پڑتا لیکن جب احمدی کوئی بات کرے تو پھر مجھے طعنوں کے خط لکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جماعت احمدیہ ہے گویا کہ دل ان کا گواہی دیتا ہے کہ سب اچھی باتیں احمدیت ہی کے پاس ہونی چاہئیں اور سب بری باتوں کی چھٹی ان کو ملی ہوئی ہے اس لئے اپنے اندر اگر ہزار خرابی بھی دیکھیں گے تو یہ نہیں کہیں گے کہ یہ اسلام ہے، ہم یہاں کیوں بیٹھے ہیں لیکن احمدیت میں ایک خرابی بھی دیکھیں گے تو یہ طعنوں کا خط لکھتے ہیں کہ اس کو آپ احمدیت کہتے ہیں؟ یہ احمدیت کی تعلیم ہے؟ تو حضرت صبح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مصرعہ صادق آتا ہے

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

کہ دل ہمارے ساتھ ہیں اگرچہ منہ ہزار بک بک کریں دل ان کے جانتے ہیں کہ یہ اچھوں کی جماعت ہے اسے اچھا ہونا چاہئے اس سے اچھی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ پس آپ مجھے کیوں طعنے دلاتے ہیں خواہ مخواہ بیٹھے بیٹھے اور جب غیروں کی طرف سے آواز آتی ہے تو مجھے اور بھی زیادہ اس بات کی تکلیف پہنچتی ہے کہ اپنوں نے کیوں مجھے بروقت اس بات میں متنبہ نہیں کیا میں فوری طور پر جواب طلبی کرتا ہوں امور عامہ کی، دوسروں کی، کہ عجیب بات ہے اول تو یہ

بتائیں کہ بات سچی ہے کہ نہیں اگر یہ سچی ہے تو آپ کو پہلے دکھائی دینی چاہئے تھی آپ کی طرف سے میں دیکھتا یہ آپ نے کیوں انتظار کیا کہ غیر اٹھے اور مجھے طعنے دے اگرچہ اس طعنے کی اپنی ذات میں کوئی حقیقت ہو یا نہ ہو مگر یہ ایک زیادہ تکلیف دہ صورت بن جاتی ہے۔

پس اپنی معاشرتی برائیوں پر، اخلاقی برائیوں پر، مذہبی برائیوں پر، ملکی قانون کو توڑنے کے لحاظ سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان سب پر نظر رکھیں اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ احمدیت کو کوئی جائز طعنہ نہ مل سکے۔ جب آپ غیر احمدی مسلمانوں کی بات کرتے ہیں تو وہ تو طعنہ صرف اس وقت دیتے ہیں۔ میں نے جب بھی تحقیق کی ہے جب ان کا کوئی مفاد وابستہ ہو اور ان کو کسی احمدی سے کچھ نقصان پہنچا ہو یا پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مگر جو دوسری قومیں ہیں مثلاً جرمی۔ وہ جب لکھتے ہیں تو وہ اسلامی نقطہ نگاہ سے لکھتے ہیں ہمیشہ ان کا موضوع یہ ہوتا ہے کہ ہم تو آپ کی جماعت کو اچھا سمجھ رہے تھے مگر ہم نے وہاں یہ یہ برائیاں دیکھیں اور اس کا براہ راست نقصان اسلام کو پہنچتا ہے اس لئے ان باتوں کو چھوٹا نہ سمجھیں اور ہر طرف ہر احمدی نگران ہو اور خصوصیت سے اصلاحی کمیٹیاں ان باتوں پر غور اور فکر کریں اور مستقل ان بیماریوں کو جڑ سے اکھڑنے کے لئے کوشش کرتی رہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ تم ایک دوسرے پر طعن نہ کیا کرو۔ ”اَنْفُسَكُمْ“ اپنے آپ کو طعن نہ دیا کرو۔ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ اور مختلف تمسخر والے نام یا تحقیر والے نام نہ رکھا کرو۔ بعض قوموں میں نام رکھنے کی عادت ہے اور اس لحاظ سے بھی دنیا کی تمام قوموں میں ہندوستانیوں کو برتری حاصل ہے اس میں کوئی دنیا کی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ تو فوراً کوئی بات ہو تو نام رکھ دیتے ہیں اور اکثر نام بگاڑے جاتے ہیں اس طرح۔ کسی کا کچھ نام رکھا ہوا ہے کسی کا کچھ نام رکھا ہوا ہے لیکن بعض نام پیار سے رکھے جاتے ہیں انہیں وہ القاب شمار نہیں کیا جاسکتا جن کا ذکر قرآن کریم فرما رہا ہے اب چھوٹے میاں ہیں۔ چھوٹو رام تھے ان کا تو شاید نام ہی یہی تھا مگر قد چھوٹا ہو تو اس کو چھوٹے میاں، منے میاں کہہ دیتے ہیں اور اس قسم کے نام پیار کے ہوتے ہیں اور وہ نام ان کو تکلیف نہیں دیتے۔ پس ”ولانا تبرزو باللقاب“ کی تعریف حقیقی طور پر یہی ہے کہ ایسا کوئی نام نہ رکھا کرو جس سے اس شخص کو تکلیف پہنچے۔ اگر اس تعریف کے سوا کوئی اور تعریف کرنے کی کوشش کریں گے تو وہ درست ثابت نہیں ہوگی۔ پس تکلیف پہنچانے کی غرض سے کوئی نام نہیں رکھتے اور اگر کوئی نام تکلیف پہنچاتا ہے خواہ نیک نیتی سے رکھا ہو تو اس سے وہ ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اور توبہ کر لیتے ہیں۔ وہی نام دینے چاہئیں جن میں پیار کا اظہار ہو محبت کا اظہار ہو۔

اصلاحی کمیٹی صاحب فراست لوگوں پر اور گہری حس رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہونی چاہئے وہ برائیوں کو سونگھ کر پتہ کریں کہ کہاں کہاں برائیوں کی بو ہے اور نظر نہ بھی آئیں تو ان کی شامہ حس یعنی سونگھنے کی حس ان کو بتا دے کہ کہیں کوئی خطرہ موجود ہے پھر ان کو باقاعدہ بیماری بننے سے پہلے دور کریں

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ میں فرمایا اپنے آپ کو اَنْفُسَكُمْ سے مراد ہے تم اپنے آپ کو۔ ظاہر ہوا کہ اسلامی تصور میں مسلمان بھائی بھائی ہیں اور اس حد تک بھائی بھائی ہیں کہ وہ اگر کسی بھائی کو نقصان پہنچاتے ہیں تو اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تو اس انداز سے یہ نصیحت فرمادی کہ تم اگر کسی کو کوئی نقصان پہنچاؤ گے تو اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ گے اور اپنی سوسائٹی کو نقصان پہنچاؤ گے۔ اس میں دو پہلو ہیں اول یہ کہ اَنْفُسَكُمْ کہہ کر اچانک ایک خوابیدہ بھائی چارے کے احساس کو جگا دیا گیا۔ فرمایا تم سمجھتے ہو تم دوسروں کو طعنہ دے رہے ہو تم تو اپنوں کو

طعنہ دے رہے ہو بڑے بے وقوف لوگ ہو۔ پھر یہ فرمایا کہ اپنے آپ کو اگر نقصان پہنچاؤ گے تو وہ ساری جماعت کو نقصان پہنچے گا اور ایسی جماعتیں پھر دنیا میں ترقی نہیں کرتیں ان کو بحیثیت جماعت نقصان پہنچ جاتا ہے۔

بِنَسِ الْاِیْمَانِ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ان باتوں کو فسوق فرمایا ہے۔ فرمایا جب تک تم ایمان نہیں لائے تھے ایسی باتیں کیا کرتے تھے وہ بھی بری تھیں لیکن ایمان لانے کے بعد پھر ایسی باتیں، یہ تمہیں زیب نہیں دیتیں۔ سچی نہیں۔ پس یہ کہنا کہ جی ہمارا ملک ہی ایسا ہے وہاں سے ہم لوگ یہی برائیاں لے کے آئے ہیں اور سارے ہی ایسے ہیں اس آیت کے بعد یہ دلیل نہیں چل سکتی۔ فرماتا ہے بِنَسِ الْاِیْمَانِ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ باقی ایمان تو نہیں لائے کہ ان سے توقعات بلند ہو جائیں۔ تم جو ایمان لے آئے ہو تم سے اور توقعات ہیں اس لئے سچی نہیں ہے تم پر بات۔ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ایسی باتیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ ایک عام انسان بھی کسی آدمی کو منہ پہ یہ کہے کہ دیکھو تم کون ہو ایسی باتیں تم پر سچی نہیں تو چاہنا کہ اس کے دل میں ایک شرمندگی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ طرز فصیح ہے جو بڑی موثر ہے مگر جب اللہ فرمائے اور اپنے عاجز بندوں سے اس طرح پیار سے مخاطب ہو۔ جس میں ایک قسم کا شکوہ بھی ہے اور پیار بھی ہے کہ دیکھو ایمان لے آئے ہو۔ ایمان کے بعد ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی دل میں بڑھنی چاہئے اور جن باتوں سے خدا روکتا ہے غیر معمولی جذبے کے ساتھ ان سے رکنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن ساتھ فرمایا

وَمَنْ لَّمْ يَنْتَبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ہم تمہیں پیار سے سمجھا رہے ہیں باز آجاؤ اگر نہیں روکے تو پھر ظالم بنو گے اور ظالموں کے ساتھ پھر اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل معلوم اور معروف ہے ظالموں سے خدا محبت نہیں کیا کرتا۔ خدا سے نجات کے تعلق کے سب رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ ایک تو یہ مرتبہ ہے کہ تمہاری برائیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ تمہیں پیار سے سمجھا رہا ہے۔ اپنا اپنا کہہ کے بلارہا ہے کہتا ہے تم ایمان والے ہو تمہیں یہ باتیں زیب نہیں دیتیں اور پھر فرماتا ہے کہ میں تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ سمجھ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ پھر تم ظالم ہو جاؤ گے پھر میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم میرے ہو اس لئے تمہیں زیب نہیں دیتیں۔ پھر تم سے وہی سلوک ہو گا جو ظالموں کی قوموں سے کیا جاتا ہے۔

”ولا تبارزوا باللقاب“ کی تعریف حقیقی طور پر یہی ہے کہ ایسا کوئی نام نہ رکھا کرو جس سے اس شخص کو تکلیف پہنچے۔ وہی نام دینے چاہئیں جن میں پیار کا اظہار ہو محبت کا اظہار ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ اس پر میں آج کے خطبے کو ختم کروں گا کیونکہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو جرمی میں کافی پائی جاتی ہے۔ بہت سی خرابیوں کی جڑ ظن ہے۔ الزام تراشی یہاں تک کہ بعض دفعہ ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ایک نسبتاً بڑے علاقے کا افسر ہے یعنی امیر ہے یا صدر ہے بڑے علاقے کا۔ ایک مقامی چھوٹی جماعت کا صدر ہے اور امیر کی طرف سے کوئی پکڑ ہوئی ہے چھوٹے عہدیدار کی تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی اصلاح کرتا اس نے کوئی چھ سال کی پرانی بات نکال لی اور اس کو شہرت دے دی کہ اس امیر نے یہ حرکت کی تھی۔ اب تعجب ہوا مجھے جب اطلاع ملی میں نے تحقیق کروائی میں نے کہا یہ کیسی جاہلانہ بات ہے اگر وہ ایسی بے ہودہ بات تھی تو چھ سال پہلے کیوں باہر نہیں آئی۔ تو پتہ چلا کہ اول تو اس وقت بھی ظن ہی تھا اور ایسا ظن تھا جس کی اسلامی معاشرے میں بڑی سخت سزا دی جاتی ہے اور باہر اس لئے نہیں آئی کہ اس کے ساتھ تعلقات ٹھیک تھے اور غصے کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہوئی۔ اب جبکہ بڑے عہدیدار نے چھوٹے عہدیدار کو پکڑا ہے تو انہوں نے کہا اچھا پھر یہ بات ہے تو پھر ایک پرانی بات میں نے سوچی ہوئی تھی کہ تم یہ کیا کرتے تھے اور میں سب کو بتاؤں گا اور بتانا شروع کر دیا۔ پھر تحقیق ہوئی تو مانا کہ ہاں میں نے بتایا ہے لیکن اس نے کسی تھی یا یہ حرکت کی تھی۔ کب کی تھی؟ چھ سال پہلے۔ تو چھ سال تک تم سوئے کیوں رہے اور ذمہ داری اس کی پتہ کس پر ڈالی؟ مجھ پر۔ کہتے تھے انہوں نے خطبے دیئے تھے کہ تقویٰ اختیار کرو میں نے تقویٰ اختیار کر لیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون اگر یہی تقویٰ کا پیغام آپ کو پہنچا ہے تو میری توبہ پھر اس تقویٰ سے۔ جمالت ہے یہ تو ایسا الزام ہے مجھ پر کہ اپنے جرم میں مجھے بھی آپ شامل کر رہے ہیں۔ وہ فعل اپنی ذات میں ایک نہایت مکروہ فعل ہے۔ ظن پر کسی پر الزام لگانا اور اسلام اس کے خلاف سختی کی تعلیم دیتا ہے۔ بڑی سخت سزا مقرر کی گئی ہے اور پھر چھ سال تک خاموش بیٹھا رہے انسان اور تقویٰ کی بات سن کر یہ گناہ کی بات یاد آجائے کہ یہ گناہ

میں نے کرنا تھا میں کر نہیں سکا۔ ایسے آدمی کی تو جماعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ جماعت تو اپنا فیصلہ کرے گی لیکن میں جماعت جرمی کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی بار نہیں ہے کہ ظن کے اوپر آپس میں اختلافات پھیلے ہوں اور افتراق پیدا ہوا ہو وہاں یہ بیماری عام ہے۔ ایک دوسرے کی ٹوہ لگاتے ہیں سوچتے ہیں کہ اس نے یہ کیا ہو گا اس کے بعد یا اس کو مشتہر کرنا شروع کر دیتے ہیں یا انتقام لینے کے لئے پلے باندھ کے بیٹھ جاتے ہیں۔ آج نہیں تو کل اللہ تعالیٰ ان کو ننگا کرے گا اور ان سے نظام جماعت بھی سختی سے سلوک کرے گا یعنی وہ سختی جو انتظامی سختی ہوا کرتی ہے۔ مگر میں جماعت جرمی کو نصیحت کرتا ہوں وہ تقویٰ اختیار کریں استغفار سے کام لیں۔ اس طریق پر آپ کی اصلاح کے دروازے بند ہو جائیں گے اگر آپ ان بدیوں سے باز نہیں آئیں گے۔

یہ بات خصوصیت کے ساتھ جماعت جرمی کو مضبوطی سے پکڑ لینی چاہئے کہ اگر کسی بھائی کے پیچھے اس کی برائی ہو رہی ہے تو اس مجلس میں اٹھ کر اس کو کہا جائے یہ جائز نہیں ہے ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ اگر وہ باز نہیں آتا تو اس مجلس سے اٹھ کے آجائیں اور کوشش کریں کہ معاشرے سے اس بدی کی بیخ کنی ہو جائے اس کا قلع قمع ہو جائے اس کی جڑیں اکھاڑ کے پھینک دی جائیں

بہر حال یہ چند نصیحتیں ہیں۔ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا نصیحت ہے آخر پر جو بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ فرمایا دراصل بعض برائیوں کی جڑ اس بات میں ہے کہ تم ایک دوسرے کے خلاف ان کی پیٹھ پیچھے باتیں کرتے رہتے ہو۔ ان کو بدنام کرتے رہتے ہو اور اس میں لطف اٹھاتے ہو۔ فرمایا تمہیں علم نہیں ہے کہ یہ کیسی گندی اور ذلیل حرکت ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے تمہارا بھائی مر جائے تو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے لگو۔ فرمایا فَكَرِهْتُمُوهُ تم اس سے کراہت کرتے ہو اور كَرِهْتُمُوهُ کا ایک مضمون یہ ہے کہ اب سن لیا نا تم کیسی کراہت کر رہے ہو لیکن روز مرہ یہی گوشت لھاتے ہو یہی گند کرتے ہو۔ تو یہ بات خصوصیت کے ساتھ جماعت جرمی کو مضبوطی سے پکڑ لینی چاہئے کہ اگر کسی بھائی کے پیچھے اس کی برائی ہو رہی ہے تو اس مجلس میں اٹھ کر اس کو کہا جائے یہ جائز نہیں ہے ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ اگر وہ باز نہیں آتا تو اس مجلس سے اٹھ کے آجائیں اور کوشش کریں کہ معاشرے سے اس بدی کی بیخ کنی ہو جائے اس کا قلع قمع ہو جائے اس کی جڑیں اکھاڑ کے پھینک دی جائیں۔ اور بھی بہت سی نصیحتیں تھیں جو کر سکتا تھا اس معاملے میں لیکن مجلس شوریٰ کو میں آخر پر یہی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ اور اس سے ملتی جلتی دوسری برائیاں جن پر آپ کی نظر ہے ان کو دور کرنے کے لئے خصوصیت سے پروگرام بنائیں اور ان پر عمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے رہیں۔ دعاؤں کے ساتھ کوشش کریں تاکہ ہم جو بڑی تیزی سے جرمی میں خدا کے فضل کے ساتھ پھیل رہے ہیں ہم برائیاں لے کر دوسروں تک نہ پہنچیں بلکہ برائیاں دور کرنے والے بن کر ان تک پہنچیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔